ماہنامہ آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل
ماہنامہ
حجاب
کراچی
Naeyufaq.com
مشترکہ شمارہ
اپریل، مئی، جون

# محبتوں کے قرض

اُم مریم

"آپ نے مجھے بلایا پاپا؟" اس نے نشست سنبھالنے کے بعد چند ثانیوں تک فائق حسن کو بے مقصد فائل کی ورق گردانی کرتے پاکر ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ ان کے انداز کے گریز کو پاکر اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی کہ یقیناً وہ اس وقت اس سے بہت خاص بات کرنے جارہے ہیں لیکن ایسی کیا بات تھی جسے کہنے میں مشکل یا ہچکچاہٹ محسوس کررہے تھے۔

"ہوں...... آگئے تم۔" فائق حسن چونکتے ہوئے بولے پھر جیسے نئے سرے سے کسی سوچ میں مگن ہوگئے۔

"کوئی مسئلہ ہے کیا پاپا......؟ آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہے ہیں۔"

"ہاں وہ دراصل بیٹا میں عزہ کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔" اس ایک نام کے ساتھ ہی عبدالمعید حسن کے چہرے پر موجود تاثرات ناقابل فہم ہوکر واضح ہوگئے۔

digest library.com

"تم جانتے ہو کہ وہ بچپن سے تم سے......"

"جی پاپا لیکن وہ تو نہیں جانتیں اور آپ جانتے ہیں کہ......" اس کے لہجے میں ناچاہتے ہوئے بھی بے پناہ درشتگی سمٹ آئی اس نے بات ادھوری چھوڑی اور لب بھینچتے وہ جیسے خود پر ضبط کررہا تھا۔ ان کا چہرہ محض لمحہ بھر کو پھیکا پڑا پھر جیسے خود کو سنبھال کر خوشدلی سے مسکرائے۔

"وہ ابھی بچی ہے اپنا اچھا برا نہیں سمجھتی جب ہی تو تمہارے حوالے کررہا ہوں نبھاؤ اپنی ذمہ داری۔" اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ترحیم بھری نگاہ سے انہیں دیکھا وہ اس کی حیرانگی محسوس کرکے گویا لمحہ بھر کو محظوظ ہوکر مسکرائے مگر اگلے ہی پل بھرپور سنجیدگی سے بولے تو لہجے میں محسوس کیا جانے والا کرب تھا۔

"تم جانتے ہو عبدالمعید بہت عزیز ہو تم مجھے، شاید عزہ سے بھی زیادہ...... اکثر میں تم دونوں کی محبت کا موازنہ کرتا ہوں تو کوئی بھی فیصلہ نہیں کرپاتا لیکن تمہاری فرماں برداری، سعادت مندی اور قابلیت تمہیں میری نگاہ میں عزہ سے ممتاز رکھتی ہے، جانے کہاں کوتاہی ہوئی ہم سے عبدالمعید کہ وہ ایسی ہوگئی ہے تم مجھے خودغرض کہہ لو لیکن پلیز یہ ہی میری سب سے بڑی خوشی ہے نکاح تو ہو ہی گیا ہے بس میں اب تم دونوں کو ایک ساتھ ہنستے بستے دیکھنے کا خواہش مند ہوں، پلیز بیٹا انکار نہیں کرنا تم میرا مان ہو۔" وہ بے حد مضطرب و بے بس دکھائی دے رہے تھے اس قدر کہ عبدالمعید حسن کا دل پگھل گیا۔

"پاپا پلیز مجھے شرمندہ مت کریں آپ کا ہر فیصلہ، ہر حکم سرآنکھوں پر۔" ان کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے عبدالمعید حسن انہیں مطمئن کرنے کو بھرپور طریقے سے مسکرایا مگر اسے خود اپنی مسکراہٹ بجھی بجھی محسوس ہوئی تھی۔

"میں جانتا ہوں بیٹا کہ یہ سب تمہاری برداشت اور ضبط کا امتحان ہے لیکن......" انہوں نے لمحہ بھر کا توقف کیا اس کے چہرے کو بغور دیکھا پھر بات جاری رکھتے ہوئے مزید گویا ہوئے۔ "اس سنجوگ کی خاطر میں نے بہت کچھ ہارا ہے میں نہیں چاہتا تھا بڑے ہونے کے بعد تم دونوں میں سے کوئی ایک بھی مجھ سے دور ہو یہ تصور بھی نہیں ہے میرے پاس، جب ہی میں وہ انتہائی قدم اٹھانے سے بھی نہیں چونکا۔"

"آپ کی ہر خواہش مجھے اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے پاپا...... جو فیصلہ آپ نے کل میرے لیے کیا مجھے وہ دل وجان سے بھی قبول تھا اور آج کا بھی، ہر فیصلہ مجھے یوں ہی منظور ہوگا لیکن عزہ بی بی سے بات آپ خود کرلیجیے۔" تسلی آمیز انداز میں ان کے ہاتھ کی پشت تھپتھپاتے ہوئے وہ آہستگی سے بولا۔ فائق حسن نے آہستگی سے سر ہلا دیا تھا۔

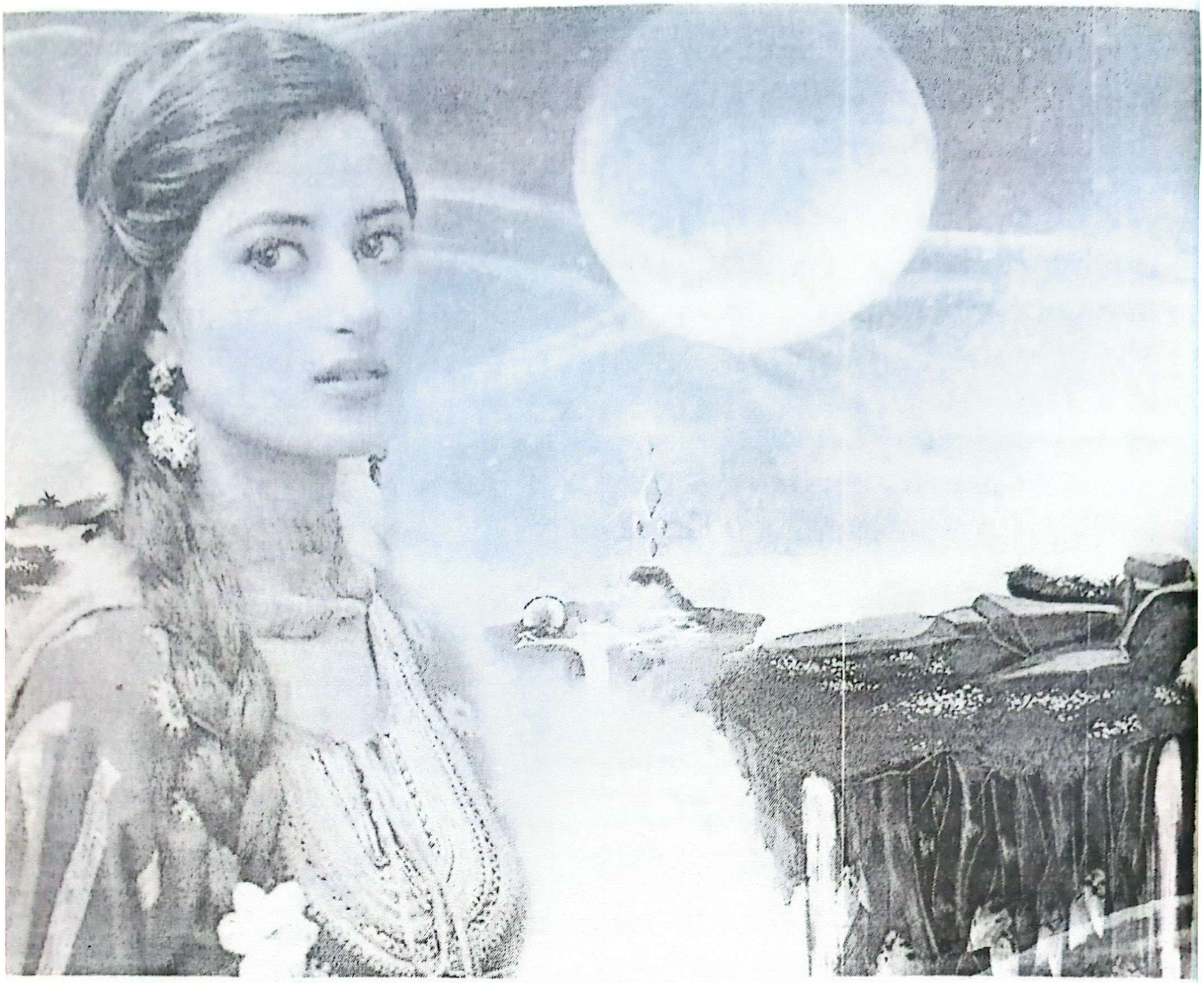

❁……❁……❁……❁

تولیے سے بال خشک کرتا وہ اپنی دھن میں واش روم سے باہر آرہا تھا کچھ دیر قبل وہی کمرہ جس کی ہر چیز ترتیب سے اپنی جگہ بجی ہوئی تھی اپنی جگہ کھو کر اِدھر اُدھر بکھری خاصی ناراض دکھائی دے رہی تھی لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ وجہ جان کر گہرا سانس کھینچتے ہوئے فائل کے بکھرے پیپر سمیٹ کر فائل بند کرنے کے بعد ریک پر اوندھا فوٹو فریم سیدھا رکھتے ہوئے جیسے ہی شرٹ اٹھانے کو پلٹا اسے کڑے تیوروں سے خود کو گھورتا پا کر گڑبڑا کر رہ گیا۔

''یہ پاپا کیا کہہ رہے ہیں؟'' اسے خفت سے نظریں چرا کر مصروف سے انداز میں شرٹ پہنتے دیکھ کر وہ گویا غرائی تھی، شرٹ کے بٹن بند کرتے عبدالمعید کے ہاتھ لمحہ بھر کو ساکت ہوئے گویا وہ جان گئی تھی اور اب دھواں دھار طریقے سے برسنے کے ارادے سے آئی تھی، دس منٹ تک اسے ضروری میٹنگ میں شریک ہونا تھا مگر عزہ صاحبہ کے انداز ہرگز اسے بخشنے والے نظر نہیں آرہے تھے۔

''تم جانتے تھے؟'' وہ پھر پھنکاری عبدالمعید جواب دیئے بنا برش اٹھا کر بال سنوارنے لگا۔

''کیا سمجھتے ہو اپنے آپ کو...... کسی غلط فہمی میں مت رہنا وہ سراسر میری بے خبری کا دور تھا اب میں اپنا فیصلہ کرسکتی ہوں کہاں ہے وہ...... ابھی اور اسی وقت مجھے چاہیے۔'' وہ اس کے سر پر پہنچ کر بری طرح چیخی تو عبدالمعید کی استفہامی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کے تمتماتے ہوئے اجلے چہرے کی سمت اٹھ گئیں جو غصے کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔

''کیوں گھور رہے ہو...... نکاح نامہ کہاں ہے بتاؤ

digest library.com

مجھے؟'' اس کا غصہ عروج پر تھا۔

''میرے پاس نہیں ہے اگر آپ کو پتا چل ہی گیا ہے تو یہ بھی خبر ہوگی کہ آپ کے مطلب کی چیز کہاں ہوسکتی ہے ویسے آپ اس کا کریں گی کیا؟''

''اجاڑ ڈالوں گی۔'' وہ تلملا کر چیخی پھر ہونٹ سکوڑ کر جہاں بھر کی تلخی لہجے میں سموتے ہوئے مزید گویا ہوئی۔

''دیکھو میں جانتی ہوں تمہیں مجھے آزاد کرنے کے لیے کورٹ جانا اچھا نہیں لگے گا سو بہتر یہی ہے یہیں اس کمرے میں ہمیشہ کے لیے اس معاملے کو ختم کرلو۔'' عبدالمعید حسن نے کوٹ پہنتے ہوئے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی۔

''مضائقہ بھی کوئی نہیں ہے میں ایسا بھی کرلوں گا لیکن اس وقت اگر آپ کی بجائے مجھے پاپا کہیں، آپ انہیں قائل کریں یا مجبور یہ آپ کا عمل ہے میں ان کے حکم کا منتظر رہوں گا۔'' موبائل اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے اس نے اعتماد سے کہا۔ وہ عزہ حسن درانی کو چڑا گیا تھا اپنی بات مکمل کرکے وہ ٹھہرا نہیں تھا۔ عزہ غم وغصے سے کانپتی دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر رہ گئی تھی۔

فائق حسن درانی کو رب تعالیٰ نے جہاں ہر نعمت سے نوازا تھا وہاں اولاد کی کمی گویا ہر سکون میں مضطراب درلاتی تھی۔ بارہا خاندان والوں کے مجبور کرنے پر بھی فائق حسن دوسری شادی پر آمادہ نہیں ہوئے تھے کہ زرینہ بیگم کو سوکن کا دکھ دینا انہیں گوارا نہیں تھا۔ بیگم درانی، فائق حسن کی والدہ کے مشورے پر انہوں نے کان نہیں دھرے، اس کے باوجود زرینہ بیگم کو ان کی طرف سے دھڑکا لگا رہتا اولاد کی محرومی نے انہیں وہمی ہی نہیں شکی مزاج اور چڑچڑا بھی بنادیا تھا۔ فائق حسن پر بے جا شک اور الزام تراشی ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھنے لگی تب بھی فائق حسن ان کے ذہنی انتشار کو سمجھتے ہوئے تحمل و بردباری سے کام لیتے تھے، انہیں ہر بار سمجھاتے کہ وہ ان سے بے وفائی کا تصور بھی نہیں کرسکتے لیکن زرینہ بیگم کے اندر اضطراب گھر کر گیا تھا کہ انہیں کسی پل چین نا آتا تھا۔ یتیم خانے سے چار پانچ سال کے عبدالمعید حسن کو لے کر گھر آگئے تھے۔

زرینہ بیگم کسی طور بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھیں کہ یہ بچہ یتیم خانے کا لاوارث بچہ ہے ان کے خیال میں فائق حسن درانی نے چھپ کے شادی کی تھی جس کا یہ جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ اس کھلے الزام نے فائق حسن کو چکرا کے رکھ دیا تھا۔ زرینہ بیگم اور بیگم درانی کا ایک ہی مطالبہ تھا اگر یہ بچہ واقعی یتیم خانے سے ایڈاپٹ کیا گیا ہے تو واپس کردیا جائے جبکہ فائق حسن درانی کسی طور اس بات پر آمادہ نہیں تھے انہوں نے بے شک اپنے دوست کے مشورے پر اس بچے کو اپنایا تھا لیکن پوری ایمان داری کے ساتھ اسے اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اللہ سے عمر بھر اس بچے کے ساتھ اپنے بیٹے جیسا سلوک روا رکھنے کا عہد دل ہی دل میں کرلیا تھا۔ اس آزمائش میں بدعہدی کرکے وہ دنیا وآخرت میں ذلیل ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے، جب ہی گھر کے ہر فرد پر اپنا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے عبدالمعید کو اپنے بیٹے کا درجہ دیا تھا گزرتے وقت کے ساتھ بیگم درانی اور زرینہ بیگم نے عبدالمعید حسن کو قبول تو کرلیا تھا لیکن وہ محبت و پیار نہ دے سکیں جو فائق حسن کی اپنی اولاد کو حاصل ہونا تھا۔ عبدالمعید شروع سے ہی بہت صابر وشاکر شرمیلا بچہ تھا بے انتہا ذہن اور خاموش طبع اسے درانی ہاؤس میں آئے پانچواں سال تھا جب زرینہ بیگم کی خالی گود پر اللہ کو رحم آگیا اور اتنے انتظار کے بعد چاند چہرہ ستارہ آنکھوں والی عزہ دنیا میں آئی۔ زرینہ بیگم کی جو توجہ کی خیرات کی طرح عبدالمعید حسن کی جھولی میں کسی سکے کی صورت کبھی کبھار کھنکھناتی تھی وہ بھی جاتی رہی عزہ چند ماہ کی تھی جب بیگم درانی عدم سدھار گئیں ان کے صدمے سے سنبھلتے ہی جو پہلا فیصلہ فائق حسن درانی نے کیا اسے سن کر زرینہ بیگم پوری جان سے لرز گئی تھیں۔ آپ کو ایسا کرنے کے لیے میری لاش سے گزرنا پڑے گا حسن۔'' وہ زندگی میں پہلی بار چلائی تھیں کمرے

digest library.com

کے درودیوار لرز اٹھے تھے۔

"اپنے دامن پر لگا یہ داغ دھونے کے لیے آپ نے بہت گھٹیا فیصلہ کیا ہے۔ وہ بے نام ونشان لڑکا میری بیٹی کے ہرگز قابل نہیں ہے عزہ بڑی ہو کر کبھی اس بات کو......"

"یہ بعد کا مسئلہ ہے عبدالمعید اور عزہ دونوں میرے جگر گوشے ہیں' دونوں میں سے کسی ایک کو بھی میں خود سے الگ کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ جب ہی ایسا قدم اٹھا رہا ہوں۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔" زرینہ بیگم پھنکاریں۔ "میں شوٹ کر دوں گی تمہارے اس ہوتے سوتے کو لیکن یوں اپنے جیتے جی اپنی بیٹی تمہاری ضد کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتی۔" فائق حسن نے مزید بحث نہیں کی۔ زرینہ بیگم نے اس کو اپنی فتح سمجھا لیکن اگلا دن ان کے لیے قیامت خیز ثابت ہوا تھا جب فائق حسن درانی نے انہیں وہ حقیقت دکھائی نکاح نامے پر عزہ کے ننھے انگوٹھے کے نشان گواہ تھے کہ اسے بے خبری میں سہی اس کو منسوب کر دیا گیا ہے۔ فائق حسن یوں یہ کام کریں گے ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ انہیں ہر سمت اندھیرا اترتا محسوس ہوا لیکن اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا پھر گزرتا ہوا وقت ان کے دل میں عبدالمعید کے لیے نفرت بڑھتا چلا گیا تھا۔ عزہ ماں کے زیادہ قریب رہی تھی یہی وجہ تھی کہ فائق حسن درانی کے لاکھ چاہنے کے باوجود بھی عزہ اسے وہ عزت ومقام نہیں دے سکی تھی جس کا وہ حق دار تھا۔ گو کہ وہ زرینہ بیگم کی مہربانی کے باعث اپنے اور اس کے مابین اس نازک رشتے کو نہیں جان پائی تھی' اس کے مزاج کی تیزی اور خودسری کی وجہ سے فائق حسن نے بھی یہی مناسب سمجھا تھا کہ اسے کچھ نہ ہی بتایا جائے انہیں مناسب وقت کا انتظار تھا مگر اس سے پہلے ہی زرینہ بیگم اچانک بنا کسی وجہ کے ان سے علیحدگی اختیار کر گئیں۔ اس عمر میں فائق حسن ایسا ہرگز نہیں چاہتے تھے مگر زرینہ بیگم کو قائل کرنا بھی ان کے بس سے باہر تھا۔ عزہ کو زرینہ بیگم کے اس فیصلے نے شدید ذہنی کرب کا شکار کر دیا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی اس نے عبدالمعید حسن کو پاؤں کی جوتی کے برابر بھی نہ سمجھا تھا اس کے ہر کام میں نقص نکال کر ذلیل کرنے کی خواہش یا وہ ہمیشہ فائق حسن کی غیر موجودگی میں پوری کرتی تھی مگر اس کے باوجود فائق حسن ان کے درمیان حائل نفرت و بیگانگی کی ان دیکھی دیواروں کو محسوس کر گئے تھے۔

عبدالمعید حسن اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن لوٹا تو فائق حسن کی خواہش پر آفس سنبھالنے لگا عزہ کو جانے کیوں سراسر یہ اپنی توہین محسوس ہوئی' ان دنوں وہ تھرڈ ایئر کی طالبہ تھی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اس نے محض عبدالمعید کی ضد میں آفس آنا شروع کر دیا تھا۔ قدم قدم پر عبدالمعید حسن کو نیچا دکھانا اور بلاوجہ بے عزت کرنا اس کا محبوب مشغلہ تھا اور عبدالمعید حسن ہر بار کمال ضبط سے کام لیتا اور فائق حسن کو خبر تک نہ ہونے دیتا اسے اپنی اوقات یاد تھی۔ وہ بے نام ونشان ایسا شخص تھا جس پر اسی لڑکی کے باپ نے احسان عظیم کرتے ہوئے معاشرے میں مضبوط اور باعزت مقام دیا تھا۔ بلاشبہ یہ اس کے خدائے عظیم کی مہربانی کے بعد فائق حسن درانی کی بے لوث محبت کا ہی اعجاز تھا نہ وہ احسان فراموش تھا اور نہ ہی کم ظرف سو عزہ حسن درانی کی جانب سے ہونے والی ہر زیادتی چپ چاپ برداشت کر جاتا تھا۔ ہاں البتہ آئندہ زندگی کا تصور اسے حد درجہ مایوس رکھتا' عزہ سے کسی طرح بھی اسے اچھائی کی توقع نہیں تھی۔

وہ بھی عام دنوں جیسا دن تھا' عزہ کو ماما نے سرخ فراک پہنائی تھی۔ حسب معمول پاپا نے گھر آ کے پہلے اسے پیار کیا پھر اسکول میں ہونے والے کسی خاص واقعہ کی تفصیل اس سے سنتے ہوئے عزہ کو گود میں بٹھا کر پیار بھی کیا تھا، چائے پیتے ہوئے انہوں نے عبدالمعید کو نہا کر اچھے کپڑے پہننے کا آرڈر دیا تھا۔ وہ بارہ سالہ سمجھ دار بچہ تھا اپنے کام خود کر سکتا تھا اس کے باوجود پاپا نے خود

اس کے بال بنا کر شوز بھی پہنائے تھے۔ روٹین کے مطابق اسے اور عزہ کو لے کر پاپا گارڈن یا کسی آئسکریم پالر نہیں گئے بلکہ اپنے دوست کے گھر چلے آئے تھے' وہاں جو کچھ بھی ہوا کچھ خاص اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا سوائے اس کے کہ پاپا نے اسے ایک فارم پر سائن کرنے کو کہا تھا اور اسے عزہ کا ہمیشہ خیال رکھنے اور اس سے محبت کرنے کا وعدہ بھی لیا تھا۔

ماما نے کبھی بھی اسے عزہ کے قریب جانے کی اجازت نہیں دی تھی' پاپا کی موجودگی میں بھی اگر وہ اس کا گال سہلا کر یا سر کے خوب صورت سلکی بالوں کو چھو کر نرمی محسوس کرنے کی کوشش کرتا تو ماما خونخوار نظروں سے گھور کر اس کو باز رہنے کا اشارہ کرتی تھیں۔ پاپا کی غیر موجودگی میں تو بلا دریغ اس کے گال پر تھپڑ لگا بھی دیتی تھی' وہ اب ان سے خائف سا رہنے لگا تھا مگر پاپا نے جب اسے بتایا تھا کہ یہ ننھی سی گڑیا جو اسے بہت پیاری ہے اب اسے دے دی گئی ہے اور وہ بڑی ہو کر اس کی دلہن بنے گی۔ تو اسے یوں لگا تھا جیسے دونوں جہاں کی دولت اس رب تعالیٰ نے اس کی جھولی میں ڈال دی ہو' اگلے کئی دنوں تک وہ بہت خوش رہا تھا' ساری رات اس نے صبح کا انتظار کیا تھا کب وہ اسکول جائے اور کب اپنے فرینڈز کو جا کر بتائے وہ ڈول عزہ بڑی ہو کر اس کی دلہن بنے گی۔

اس کا خیال تھا اس کے دوست اس پر فخر کریں گے کیونکہ آج تک کسی نے بھی اسے نہیں بتایا تھا کہ ان کی ہونے والی دلہن کون سی ہے اور اس کا خیال سو فیصد درست تھا۔ نبیل' الیاس' شرجیل ہی نہیں عبدالباسط اور احمد ہی اس کی بات سن کر پہلے حیران ہوئے پھر رشک سے اسے دیکھنے لگے تھے' ان کی خواہش پر ہی وہ انہیں اپنی دلہن دکھلانے گھر لے آیا تھا۔ چار پانچ بچوں کا یہ ٹولہ زرینہ بیگم کو چونکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ انہوں نے نبیل سے ہی آنے کی وجہ دریافت کی تھی۔ نبیل جو بلا کا پُراعتماد اور منہ پھٹ تھا ساری حقیقت ان پر عیاں کر گیا تھا۔

زرینہ بیگم کے تو جیسے تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی والا معاملہ تھا' تمام بچوں کو ایک ایک تھپڑ لگا کر بھگانے کے بعد انہوں نے عبدالمعید کو ایسی چار چوٹ کی مار لگائی تھی کہ عبدالمعید خوف زدہ ہوگیا تھا۔ اس کے بعد دوبارہ عبدالمعید نے کبھی عزہ کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے تھے۔ عزہ کی خود سے بےزاری اور نفرت اکثر اسے ہرٹ کرتی تھی۔ بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اور اس کے بیچ رشتے کی نوعیت کو بھی اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ عزہ کے انداز اسے اکثر فکر مند کر جاتے تھے۔ وہ اسے خود سے بہت کمتر سمجھتی تھی' منہ لگانا بھی گوارا نہ کرتی' جب بھی بات کرتی انداز مالکانہ ہوتا جیسے وہ اس کا نوکر ہو' عبدالمعید حسن نے یہاں بھی درگزر اور برداشت سے کام لیا تھا۔ اکثر یہ خیال اس کو آتا کہ جب عزہ اپنے اور اس کے تعلق کو جانے گی تب کیا ہوگا۔ وہ اکثر آئینے میں خود کو دیکھتا تو دل خوش فہم ہو جاتا' قدرت نے بہت خوب صورتی سے اسے تخلیق کیا تھا مردانہ وجاہت سے مالا مال وہ لمبا چوڑا ابھر پور کڑیل جوان مرد تھا۔ اب تک بہت سی لڑکیاں دوستی کی خواہش میں اس کی طرف بڑھی تھیں مگر وہ تو عزہ کا تھا پھر کیسے کسی اور کی سمت متوجہ ہو جاتا اس کی نفرتوں کے باوجود وہ اس سے محبت کرتا رہا تھا۔

digest library.com

"کب سے ہیں ماما ہاسپٹل میں؟" اس کے ہر انداز سے تشویش جھلک رہی تھی' ماما کو انجائنا کا اٹیک ہوا ہے یہ سن کر ہی وہ روہانسی ہوگئی تھی۔

"بیٹا...... تمہارے آمو (ماموں) نے مجھے تفصیل سے کچھ نہیں بتایا وہ کچھ گھبرائے ہوئے اور عجلت میں تھے بس یہی بتایا کہ انہوں نے تم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔" اسے مضطربانہ انداز میں ہاتھ مسلتے دیکھ کر پاپا نے اٹھتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر گویا تسلی دینے کی ناکام کوشش کی۔

"پاپا...... آپ میری سیٹ کنفرم کروا دیں میں فوری جانا چاہوں گی۔"

digest library.com

''او کے بیٹا...... آپ تیاری کرو۔'' انہوں نے موبائل اٹھا کر نمبر پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔ عزہ گالوں پر لڑھکتی نمی ہاتھ کی پشت سے سمیٹتے ہوئے دروازے کی سمت بڑھ رہی تھی اسی لمحے عبدالمعید حسن چند فائلیں اٹھائے اندر چلا آیا عزہ کا آنسوؤں سے بھیگتا چہرہ اس کی گہری نگاہ سے چھپ نہ پایا وہ چونکا جبکہ عزہ اسے نظر انداز کرتی تیزی سے نکلتی چلی گئی تھی۔

''پاپا یہ......'' وہ جسے ہی سنبھل کر سیدھا ہوا فائق حسن کو بغور اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر خجل سا ہوتے بات ادھوری چھوڑ گیا۔

''مجھے تمہاری یہی بات تو اچھی لگتی ہے کہ تم عزہ سے بہت محبت کرتے ہو۔'' ان کی آنکھوں میں بہت سے دیئے جلے۔ عبدالمعید خفت سے سر کھجا کر ان سے نظریں چرا گیا' چہرے پر خفیف سی سرخی جھلک آئی تھی۔

''پاپا...... یہ فارن ڈیلیگیشن کی فائلز ہیں۔''

''چھوڑو عبدالمعید یہ بعد میں ڈسکس کریں گے ابھی میری بات غور سے سنو۔'' فائل اس کے ہاتھ سے لے کر بند کرنے کے بعد دوسری جانب رکھتے ہوئے انہوں نے جس غیر معمولی انداز میں اسے مخاطب کیا تھا وہ عبدالمعید کو چونکا گیا تھا۔ بنا کچھ کہے وہ خاموش نگاہوں میں سوال لیے انہیں دیکھنے لگا۔

''عزہ کی ماما کو انجائنا کا اٹیک ہوا ہے' عزہ سے ملنا چاہتی ہیں' میں عزہ کو بائی ایئر تنہا بھی بھیج سکتا ہوں لیکن میں یہ مناسب نہیں سمجھتا' تم اس کے ساتھ جاؤ گے۔'' بلا تمہید انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا تو عبدالمعید حسن تحیر بھرے انداز میں انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

''پاپا......! وہ میرے ساتھ جانے پر راضی نہیں ہوں گی آپ شاید جانتے ہیں جب سے انہیں ہمارے رشتے کا پتا چلا ہے بہت برہم ہیں۔'' ان سے نظریں چرائے وہ بہت دھیمے انداز سے گویا ہوا۔

''یہ بہت معمولی سفر ہے' میں نے اسے عمر بھر کے لیے تمہارا ہمسفر بنایا ہے' اسے اپنے ساتھ مل کر چلنا سکھاؤ' سمجھ لو یہ اس کی شروعات ہے' وہاں سے واپسی پر میں عزہ کی تم سے باقاعدہ رخصتی کی رسم ادا کرنے والا ہوں۔ اب تم جاؤ اور اپنی تیاری کرو۔'' فائق حسن نے اس کا مضبوط شانہ تھپتھپایا اور اسے دیکھ کر کھل کر مسکرائے عبدالمعید آنے والے وقت کے خدشات میں گھرا جواباً مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

❁......❁......❁......❁

ابھی کچھ دیر قبل فائق حسن عجلت میں آفس کے لیے نکلے تھے ناشتہ ادھورا چھوڑ کر اور یہ تاکید کرتے ہوئے کہ عبدالمعید پورچ میں اس کا منتظر ہے' کتنا کڑھی تھی وہ عبدالمعید کا دم چھلا ساتھ لگنے پر لیکن پاپا کی جانے کون سی حس کی تسکین ہوتی تھی اسے نیچا دکھا کر' اپنی منوا کر' کتنے آسان اور محبت سے اسے قائل کر لیا تھا۔ اس کا سارا احتجاج' تمام ضد دھری رہ گئی تھیں۔ جہاز کی سیٹ کوشش کے باوجود نہ مل سکی اسے پاپا کے اس بیان میں بھی صداقت محسوس نہ ہوئی لیکن اس نے مزید کچھ نہیں کہا تھا۔ البتہ عبدالمعید کو اپنی اہمیت کا احساس دلانے کی خاطر جان بوجھ کر انتظار کی زحمت ضرور بخشی تھی۔ عبدالمعید کی ہمراہی میں اتنا طویل سفر اسے ابھی سے بے زار کیے دے رہا تھا۔ برآمدے کی سڑھیاں اتر کر پورچ کی سمت قدم بڑھاتے ہوئے اس کی نگاہ سامنے اٹھی گاڑی کے بند دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا موبائل فون پر بات کرتا ہوا وہ شخص کوٹ پینٹ میں ہرگز نظر انداز کیے جانے کے قابل نہ تھا مگر وہ عزہ حسن درانی تھی جس کے پاس ایسے کسی جذبے کا گزر نہیں تھا۔ عبدالمعید نے اسے دیکھ کر گفتگو کا سلسلہ سمیٹ کر موبائل جیب میں رکھا اور اس کے لیے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اول تو ایسا کبھی ہوا نہیں تھا کہ وہ اس کے ساتھ کہیں جائے ایک دو بار ایسا ہوا بھی تھا تب اسی نے بہت شاہانہ انداز میں پچھلی سیٹ کو رونق بخش کر پوری طرح اسے اس کی حیثیت سے آگاہ کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عبدالمعید نے بنا کہے ہی اس کے لیے پچھلا دروازہ

کھول دیا مگر اگلا لمحہ اس کے لیے ناقابل یقین منظر لیے تھا۔ عزہ نخوت بھرے انداز میں کھلے دروازے کو نظر انداز کرتی فرنٹ دووازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی' گویا یہ بھی اس کی انسلٹ کا ایک انداز تھا۔ عبدالمعید حیران کھڑا اسے دیکھتا رہا' دل میں خوش فہمی ضرور جگہ بنائی اگر وہ اس کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ چکا ہوتا غیر محسوس انداز میں سنبھلتے ہوئے اس نے پچھلا دروازہ بند کیا پھر قریب کھڑے ملازم کو پاپا کا خیال رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ ہرے رنگ کے نفیس سوٹ میں شانوں پر دوپٹا پھیلائے وہ اس سے یکسر بے نیاز دکھائی دی تھی جبکہ عبدالمعید حسن اس کی قربت میں اپنا آپ پگھلتا ہوا محسوس کرنے لگا تھا۔ اس کی خوب صورتی اسے اپنا ہر استحقاق استعمال کر جائے پر اکسانے رہی تھی ان ہی احساسات سے خائف سا ہو کر اس نے بھرپور توجہ ڈرائیونگ کی سمت مبذول کرلی تھی' اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو ہاتھ بڑھا کر ٹیپ آن کردیا' سجاد علی کی مدھر آواز دھیمے سروں میں گاڑی کی فضا میں گونجی تب عزہ نے حد درجہ ناگواریت سمیت اسے دیکھا پھر تنفر بھرے انداز میں ٹیپ بند کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

digest library.com ❤❤

اندھیرا پھیل گیا تھا اونچے نیچے پتھریلے راستوں کا سلسلہ شروع ہوئے کافی دیر ہوگئی تھی۔ مسلسل ڈرائیونگ کی وجہ سے عبدالمعید حسن تھک گیا تھا' مزید چند منٹ کی ڈرائیو پر ایک ریسٹ ہاؤس تھا اس کا ارادہ وہاں رات بسر کرنے کے بعد صبح تازہ دم ہو کر آگے بڑھنے کا تھا تب ہی شانے پر بوجھ محسوس کر کے وہ خیالات کی نگری سے چونکتے ہوئے ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا تھا۔ عزہ بے خبر سوئی اس کے شانے سے آ ٹکی تھی سلکی دوپٹا شانوں سے سرک کر گود میں جا پڑا تھا۔ وہ دل پسند مسحور کن سراپا عالم غفلت میں ہی سہی خود سپردگی دے گیا تھا۔ عبدالمعید چند ثانیے کو حرکت بھی نہ کرسکا' دل گویا اس لمحے دھڑک دھڑک کر اپنے ہونے کا احساس جگانے لگا تھا۔ اس کے ہوش ربا حسن سے نظریں چراتے ہوئے عبدالمعید نے ریسٹ ہاؤس کے سامنے گاڑی روک کر دوبارہ اسے دیکھا۔ وہ ہنوز اس کے بازو سے ٹکی گہری نیند کی آغوش میں تھی۔ اس کی قربت میں یہ مدہوشی کی نیند اس کے بھرپور اطمینان کی غماز تھی۔

''عزہ اٹھیں ہماری منزل آ گئی ہے۔'' اب کہ وہ قدرے بلند آواز میں بولا۔ عزہ ذرا سا کسمسائی پھر آنکھیں کھول کر دوبارہ سو جانے کا ارادہ لے کر آرام دہ پوزیشن میں لیٹنا چاہا تو عبدالمعید نے اس کا بازو ہلایا تو گویا اسے گویا کرنٹ لگا تھا' عبدالمعید اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کا دوپٹا عبدالمعید حسن کے ہاتھ میں تھا۔

''ڈونٹ ٹچ می۔'' وہ بدکتے ہوئے اس سے دور ہٹ کر کھڑکی سے جا لگی' شدید ناگواری برقی رو بن کر پورے بدن میں سرایت کر گئی تھی۔ اس بے اختیاری کے احساس کو محسوس کرتے ہی اس کا آنچل عبدالمعید کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا جسے عزہ نے جھپٹنے کے انداز میں اٹھا کر اپنے وجود پر پھیلایا تھا۔

''میری بے خبری سے فائدہ اٹھا رہے تھے تم۔'' اس کے ہر انداز سے بے پناہ درشتگی چھلک رہی تھی۔

''شٹ اپ۔''

''تم چیخ کر اپنی پوزیشن کلیئر نہیں کرسکتے۔'' وہ جواباً اسی سرد مہری سے غرائی' عبدالمعید لب بھینچ کر غصہ ضبط کرنے لگا تھا۔

''میں نے ہی غلطی کی کہ تم جیسے انسان کے ساتھ چل پڑی' پاپا کو جانے کیا نظر آتا ہے تم میں۔'' وہ جیسے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی مگر عبدالمعید حسن کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

''ہر طرح سے پہنچ میں ہو میری۔ کتنے گھنٹوں سے میرے ساتھ ہو مگر میں نے تمہیں غلط ارادے سے چھونا تو درکنار ترچھی نگاہ تک نہیں ڈالی اگر میں اپنی سطح سے ذرا سا نیچے آ جاؤں تو تمہیں اپنی پارسائی کے لیے بھی مجھ

تک واپس آنا پڑے گا۔ بولو اگر میں ایسا کر گزروں تو روک سکو گی مجھے؟'' عزہ کے گھبرائے ہوئے چہرے پر نظریں گاڑے وہ چبا چبا کر بولا تو عزہ کی چھلکتی خوف زدہ آنکھوں میں ہر منظر دھندلا گیا' خود کو مکمل طور پر اس کے رحم وکرم پر محسوس کر کے حواس بھی بکھرتے محسوس ہوئے تھے' وہ جیسے خود کو سرد ہواؤں کی زد میں محسوس کرتے ہوئے اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کر سکی تھی۔ اس کی زرد پڑتی رنگت اور تیزی سے بھیگتے رخسار عبدالمعید کو لہجہ بدلنے پر مجبور کر گئے تھے۔

''لیکن بے فکر رہیں میں بقول آپ کے کمینہ' گھٹیا انسان نہیں ہوں آپ تک آنے کے لیے ضابطے کی تمام کارروائیوں کا انتظار بہر حال ضرور کروں گا' اب اٹھیں ہمیں اس ریسٹ ہاؤس میں رات بسر کرنا ہے۔'' عزہ جو تب سے نگاہیں کترائے بیٹھی تھی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تب عبدالمعید اس مشکل امر کے یوں آسانی سے حل ہو جانے پر دل ہی دل میں حیران ہوتا خود بھی دروازہ کھول کر ریسٹ ہاؤس میں داخل ہو گیا تھا۔

❁.......❁.......❁.......❁

''کچھ دیر میں کھانا آجائے گا آپ چاہیں تو تب تک فریش ہو لیں۔'' عبدالمعید اس کے بے زار چہرے پر نگاہ ڈال کر سرسری انداز میں گویا ہوا' عزہ نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔ وہ آرام سے صوفے پر نیم دراز ہو گیا تو وہ بغور اس کو دیکھنے لگی۔

''تو کیا یہ بھی اس کمرے میں میرے ساتھ ٹھہرے گا؟'' یہ خیال ہی اس کو خوف زدہ کر گیا۔

''تم مجھے میرے روم کی چابی دو میں وہیں جانا چاہتی ہوں۔'' اپنے اضطراب کو دبا کر بظاہر دبنگ لہجے میں بولی تو عبدالمعید جو کمرے میں رکھے صوفے پر نیم دراز تھا یکلخت اٹھتے ہوئے اس کے قریب آن ٹھہرا اتنا قریب کہ اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس ہوئی وہ یوں بدک کر پیچھے ہوئی جیسے بچھو نے ڈنگ مارا


آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ آنچل کراچی
ماہنامہ حجاب کراچی

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کرینگے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زر سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 850 روپے

امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے

8000 روپے

میڈل ایسٹ' ایشیائی' افریقہ' یورپ کے لیے

6000 روپے

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ' منی آرڈر' منی گرام' ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جا سکتی ہیں۔ مقامی افراد

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0316-0128216

موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0300-8264242

رابطہ: طاہر احمد قریشی..... 0300-8264242

نئے افق گروپ آف پبلی کیشنز

81 بیبیر ہیرکس' ہاکی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

فون نمبر: +922-35620771/2

naeyufaq.com

Info @naeyufaq.com


digestlibrary.com

ہو۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" ہزار چاہنے کے باوجود وہ اپنی بدحواسی پر قابو نہ پا سکی۔

"بدتمیزی نہیں اسے شاید محبت کہتے ہیں یا پھر رومینس......" وہ اس کی الجھی لٹ کو انگلی پر لپیٹ کر محظوظ نگاہ اس کے متغیر چہرے پر ڈال کر مسکرایا۔ عزہ حیرت و صدمے سے گنگ رہ گئی۔

"ہو گئیں ناں پریشان...... حالانکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں میں ایسا کوئی کام ہرگز نہیں کروں گا جس سے میری ذات یا پاپا کی تربیت پر حرف آئے۔ تشریف لایئے اور ایزی رہیں۔" نرمی سے کہتا وہ آہستگی سے پلٹا مگر عزہ کی سرد آواز پر اپنی جگہ چونک کے تھم گیا۔

"تم جیسے بودے اور بے اعتبار شخص پر میں بھروسا کروں گی یہ تم نے سوچا بھی کیسے مجھے تمہارے ساتھ یہاں نہیں رہنا۔ مجھے دوسرے روم میں جانا ہے۔" پاؤں پٹخ کر از لی ضدی انداز میں کہا تو عبدالمعید اسے براہ راست دیکھنے لگا۔

"اس ریسٹ ہاؤس میں اس وقت تمام کمرے فل ہیں، قسمت سے یہ کمرہ ہمیں مل گیا شکر کریں ورنہ ساری رات گاڑی میں گزارنا پڑتی۔" وہ دھم سے بستر پر گرتا ہوا بولا تو عزہ تیزی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔

پندرہ دنوں کے قیام کے بعد وہ بائی ایئر واپس پاپا کے پاس لوٹ آئی تھی۔ عبدالمعید اسے وہاں پہنچا کر اگلی صبح ہی اس سے ملے بغیر واپس چلا آیا تھا۔ ماما کی طبیعت واقعی ٹھیک نہیں تھی، عزہ جب تک وہاں رہی دل پر عجیب سا بوجھ محسوس کر کے افسردہ رہی تھی جس سے اس کے دل کے تمام تعلق جڑے ہوئے تھے، اس سے دوری ناقابل برداشت تھی۔ جب ہی وہ ماما کو اسی حالت میں چھوڑ کر واپس چلی آئی مگر یہاں آتے ہی ایک نئی قیامت اس کی منتظر تھی۔ پاپا اس کی شادی کی تاریخ طے کر کے کارڈ چھپوا کر عزیز و اقارب تک پہنچا دیے تھے۔

وہ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔

"پاپا......! میں نے آپ سے کہہ دیا تھا مجھے یہ سب منظور نہیں ہے۔" خاصی دیر بعد جب وہ بولنے کے قابل ہوئی تب اس نے کہا۔ انہوں نے دوٹوک انداز میں ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روکا۔

"اس کے علاوہ ہر بات سنوں گا تمہاری مگر یہ نہیں...... تمہاری شادی اگر ہوگی تو صرف عبدالمعید سے ورنہ دوسری صورت میں تم ہمیشہ کے لیے مجھے کھو دو گی۔" ان کے لہجے میں برف کی سی سرد مہری تھی۔ عزہ ہل کر رہ گئی۔

"پاپا......!" اس کے ہونٹ پھڑپھڑائے۔

"جاؤ یہاں سے۔" انہوں نے تلخی سے کہا تب وہ ڈبڈبائی نظروں سے انہیں دیکھتی پلٹی کہ چوکھٹ پر ایستادہ عبدالمعید کو دیکھ کر اسے اپنا وجود بھڑ بھڑ جلتا محسوس ہوا تھا نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالتی وہ تیزی سے اس کے قریب سے نکل گئی تھی۔

digest library.com ❤❤

ہوٹل سے گھر واپسی تک رات خاصی بھیگ گئی تھی اس کی کزنز اور سہیلیوں نے ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کے دوران اسے عبدالمعید کی خواب گاہ تک پہنچا دیا تھا۔ حجلہ عروسی کو نہایت خوب صورتی سے آراستہ کیا گیا تھا مگر عزہ کے جامد احساسات کو کوئی بھی لطیف جذبہ پگھلانے میں بڑی طرح ناکام رہا تھا۔ عبدالمعید حسن نے جس لمحے خواب گاہ میں قدم رکھا عزہ برائیڈل ڈریس چینج کرنے کے بعد ڈریسنگ سے باہر آئی تھی، اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کرتی سنگار میز سے کلینزنگ ملک اٹھا کر کلینزنگ کرتے ہوئے وہ گویا مکمل طور پر اس کے وجود کو فراموش کر گئی تھی۔ عبدالمعید چند ثانیوں تک اس کے نقوش سے جھلکتی رعونت و نفرت کو تکتا رہا پھر خاموشی سے پلٹ کر واش روم میں بند ہو گیا تھا کچھ دیر بعد باہر آیا اور مالکانہ استحقاق کی بے تکلفی سمیت شرٹ اتار کر بستر پر بیٹھ گیا، عزہ نے حد درجہ ناگواریت سمیت اس کی اس حرکت کو

digest library.com❤❤

دیکھا پھر زور سے کلینزنگ ملک کی بوتل میز پر پٹخ کر بیڈ کے دوسرے سرے پر لیٹتے ہی تکیہ منہ پر رکھ لیا تھا۔

''عزہ......'' آہستگی سے پکارا' لہجہ اتنا دھیما' گمبھیر اور جذبات سے بوجھل تھا کہ عزہ کے دل نے پہلی بار انوکھے انداز میں دھڑک کراسے حیران کردیا تھا۔

''عزہ......آپ جو سمجھ رہی ہیں......''

''نو آر گومنٹ۔'' دفعتاً وہ غرائی۔

''تم یہ سوچ کر خوش ہو رہے ہو کہ عزہ کو حاصل کرلیا اونہہ مائی فٹ...... یہ ہوتا ہے حاصل کرنا' خالی خولی کسی کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑ لینا فتح نہیں ہے۔ اصل جیت دلوں کی جیت ہے جو تم کبھی نہیں پاسکتے۔'' اس کے غرا کر کہنے پر عبدالمعید جھٹکے سے اٹھا اور اسی انداز میں کمرے سے نکل گیا۔ عزہ نے تنفر بھرے انداز میں سر جھٹک کر لائٹ آف کر کے بیڈ پر گرگئی۔ وہ رات کا ہی کوئی پہر تھا جب غنودگی کے عالم میں ہی اس نے اپنے قریب سرسراہٹ محسوس کی تھی' اس سے قبل کہ کچھ سمجھ پاتی اس نے اپنا آپ مضبوط گرفت میں جکڑا محسوس کیا' ماہی بے آب کی مانند مچلتے ہوئے وہ اس ان چاہی قربت سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر مخالفت کا انداز اس قدر جارحانہ تھا کہ بہت جلد اس کی تمام تر مزاحمت دم توڑ گئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

نیند پوری ہوجانے کے باوجود بھی وجود پر عجیب سا بوجھل پن طاری تھا رات اس کی جبری جسارتوں اور اپنی بے بسی کا احساس اس کے دل و دماغ کو سلگائے دے رہا تھا مزید کچھ دیر یوں ہی بستر پر کروٹیں بدلتے رہنے کے بعد وہ مضطربانہ انداز میں اٹھ کر دریچے میں آ کھڑی ہوئی تھی۔ سردیوں کی روشن دھوپ پوری طرح پھیل گئی تھی' سرسبز لان میں دھری کرسیوں پر براجمان عبدالمعید ٹریک سوٹ پہنے فائق حسن سے محو گفتگو تھا۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بکھرے بال سنوارتا نکھرا نکھرا سا یہ شخص رات اس کے لیے کسی درندے سے کم ہرگز نہیں رہا تھا۔ اس کا جی چاہا بھاگتی ہوئی جائے اور تھپڑوں سے اس کا چہرہ سرخ کردے جانے اس کی محویت کا کمال تھا یا کچھ اور کہ عین اسی پل عبدالمعید نے بھی نگاہ اٹھائی تھی' نظروں کا یہ تصادم عزہ کے حلق تک میں کڑواہٹ بھر گیا تھا، وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی اور یوں ہی تیزی سے واش روم میں جا گھسی تھی۔ شاور کھول کر کتنی دیر تک اپنا آپ بھگوتی وہ اندر بھڑکتے الاؤ کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کرتی رہی تھی۔ باتھ گاؤن پہن کر جس وقت باہر آئی عبدالمعید حسن گنگناتے ہوئے ٹائی کی ناٹ لگاتا آئینے میں اس پر نگاہ جمائے مسکرا رہا تھا۔

''میں نے سنا تھا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے آج یقین بھی آگیا ہے' ہم نے یاد کیا اور آپ حاضر......'' ٹائی سیٹ کرنے کے بعد وہ ایک پل کی تاخیر کیے بنا اس کے راستے میں حائل ہوا اور اس کی پیشانی پر لہراتی نم آلود لٹ چھیڑتے ہوئے مسکرادیا تھا۔ عزہ کے سرخ و سفید اجلے چہرے پر حقارت درآئی تھی۔

''دور رہو مجھ سے اگر تم نے پھر مجھ سے زبردستی کی کوشش کی تو میں اپنا آپ ختم کرلوں گی۔'' اس کو پھلوں کی ٹوکری سے چھری اٹھاتے دیکھ کر عبدالمعید کے اندر سراسیمگی بھر گئی تھی۔ اس کے بپھرے وجود کو قابو کرنے کے بعد احتیاط سے چھری لے کر واپس ٹوکری میں رکھی تو اس کی سانس پھول رہی تھی۔ عزہ ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپے رودی' پُرسوز گلاب چہرہ آنسوؤں کی روانی اور ہچکولے کھاتا اس کا نازک وجود عبدالمعید کا دل مضبوط رہنے میں ڈول کر رہ گیا تھا۔ اس کی محبتوں کی بارشوں میں بھیگ کر وہ تروتازہ ہونے کی بجائے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ رات اس کے غرور کو پاش پاش کرنے کی خواہش اس قدر شوریدہ تھی کہ وہ انجام سے بے خبر مردانگی کا تسلط آزما گیا تھا۔

''عزہ......آئی ایم سوری' میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا پلیز چپ ہوجاؤ اور پانی پیو۔'' جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر اس کے قریب آتے ہوئے وہ

ندامت بھرے انداز میں بولا۔ عزہ کے چہرے کے نقوش میں تضحیک کا تاثر ابھرا۔

''نہیں چاہیے مجھے تمہاری ہمدردی۔ ناؤ گیٹ لاسٹ دوبارہ میں تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔'' آنسو بہاتی ریشمی پلکیں اور انگارے برساتے نازک لب نفرت کے اس اعلیٰ مظاہرے پر عبدالمعید کے ہاتھ میں پکڑا گلاس چھوٹ کر زمین بوس ہوگیا اور غصے کی شدت سے اس کا وجیہہ چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ لب بھینچتے ہوئے وہ چند لمحے تک پُرسوچ نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر تیزی سے پلٹ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔ عزہ اس کی سوچ سے بے خبر ہنوز ماتمی کیفیت کے زیر اثر تھی۔

❁......❁......❁......❁

عبدالمعید اس روز کے بعد بہت محتاط ہوگیا تھا دوبارہ نہ تو اس کی سمت پیش رفت کی نہ بات چیت کرتا تھا۔ پاپا کی موجودگی میں البتہ اس کی ذات سے بے نیازی ظاہر نہیں کرتا تھا کسی نہ کسی بات پر اس کو مخاطب کرتا بلکہ شاندار اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لگاوٹ بھرے انداز میں اسے کوئی نہ کوئی ڈش بھی پیش کرتے کھانے پر اصرار بھی کرتا تھا۔ ایسے لمحے میں عزہ کا جی چاہتا کہ اس کا منہ نوچ لے اس کی جامد چپ کو پاپا کے بزنس ٹور کی خبر نے پاش پاش کیا تھا۔ عبدالمعید کے ساتھ تنہا رہ جانے کا خیال ہی اسے ایک بار پھر خوف زدہ کرگیا تھا۔

''آپ نہیں جائیں پاپا۔'' اس کی بچکانہ فرمائش پر فائق حسن مسکرائے بنا نہ رہ پائے تھے۔

''یہ بزنس ٹور ہے پھر تم تنہا تو نہیں ہو آپ کو کیئرنگ اینڈ لونگ پارٹنر دیا ہے لائف انجوائے کرو سویٹ ہارٹ۔'' اس کے شانوں پر بازو پھیلاتے ہوئے انہوں مخصوص انداز میں کہا مگر عزہ کے اندر ہوک سی اٹھی تھی اگر پاپا عبدالمعید کی بجائے کسی اور کو اس کا ہمسفر منتخب کرتے تب یقیناً وہ خوش باش نظر آتی۔

''پاپا میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز پاپا آپ رک جائیں اگر بہت ضروری ہے جانا تو اسے بھیج دیں۔'' ان کے شانے سے چہرہ ٹکائے منمنائی۔ پاپا کے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔

''اسے...... یو مین عبدالمعید حسن کو؟'' عزہ نظریں چرا گئی تب فائق حسن نے گہرا سانس لیتے ہوئے چند ثانیے توقف کے بعد کہنا شروع کیا۔

''عبدالمعید خود بھی یہی کہہ رہا تھا میں نے ہی منع کردیا۔ مجھے اچھا نہیں لگا شادی کے شروع دنوں میں وہ بزنس میں مصروف ہوکر تمہیں بالکل بھول جائے۔'' عزہ کچھ نہیں بولی یا شاید اس کے پاس مزید کہنے کو کچھ نہ بچا تھا۔

''تم عبدالمعید کے ساتھ خوش نہیں ہو؟'' انہوں نے جانچتی نظروں سے اس کو دیکھتے پوچھا تو وہ خاموش رہی۔ عبدالمعید فوراً بولا۔

''آپ کی فلائٹ میں چالیس منٹ باقی ہیں یہاں سے ایئرپورٹ تک پچیس منٹ کی ڈرائیو ہے۔'' ریسٹ واچ دیکھتا ذمہ دارانہ انداز میں انہیں مطلع کرتا عزہ کو وہ زہر لگا۔

''اوکے بیٹا چلتا ہوں اللہ حافظ۔'' فائق حسن نے اٹھتے ہوئے اس کے سر پر بوسہ دیا اور پھر جیسے کچھ یاد آنے پر عبدالمعید کو دیکھ کر تنبیہ انداز میں بولے۔

''عبدالمعید اگر تم نے میری بیٹی کا خیال نہ رکھا تو بالکل بات نہیں کروں گا میں تم سے یاد رکھنا۔'' عبدالمعید اس دھمکی پر سٹپٹا کر عزہ کو دیکھنے لگا جو چہرے پر بےزاری کے تمام تاثرات سجائے بے نیاز کھڑی تھی۔

''عزہ کے ساتھ سے مطمئن ہو؟'' عبدالمعید گاڑی مین روڈ پر لے آیا جب کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے سوال کیا تھا۔ وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

''آف کورس پاپا۔'' مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے وہ بھرپور بشاشت کا تاثر دیتے ہوئے بولا تو فائق حسن نگاہ کا زاویہ بدل کر براہ راست اسے

digest library.com

دیکھنے لگے۔

''آر یو شیور؟'' ان کی آنکھوں میں محسوس کی جانے والی غیر یقینی تھی' عبدالمعید ان نگاہوں کا مقابلہ نہ کر پایا تھا۔ نظریں چراتے ہوئے پھیکے سے انداز میں ہنس دیا۔

''آپ وہمی کب سے ہوگئے ہیں پاپا؟'' فائق حسن کے چہرے پر ان گنت دکھوں کے سائے لرزنے لگے عبدالمعید کو ان کی حالت اس جواری کی طرح لگی جو اپنا سب کچھ ہار کر خالی ہاتھ رہ گیا ہو' اسے ان سے دلی ہمدردی تھی جب ہی اسٹیرنگ سے ہاتھ ہٹا کر ان کے ہاتھ پر رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں بولا۔

''پاپا مجھ پر بھروسا نہیں ہے آپ کو؟ اگر کہیں کچھ صحیح نہیں بھی ہے تو پلیز ٹرسٹ می پاپا میں ان شاء اللہ سے ٹھیک کرلوں گا بس کچھ وقت درکار ہے۔'' فائق حسن کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

''میں واپس آؤں تو مجھے گرینڈ پا بننے کی نوید سنانا پھر میں بھی یقین کرلوں گا تم غلط نہیں کہہ رہے۔'' ان کے یوں ایک دم موضوع بدل کر شریر ہوجانے پر عبدالمعید جھینپ کر مسکرا دیا۔ گاڑی بہت تیزی سے ایئرپورٹ کی سمت دوڑ رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

عزہ معمول کے مطابق سرشام ہی عبدالمعید کے گھر آنے سے پہلے اپنے کمرے میں مقید ہوگئی تھی۔

''عزہ......'' اپنے نام کی پکار پر چونکتے ہوئے تھم سی گئی۔ وہ گھر اور کمرے میں آیا وہ بے خبر تھی مگر یہ محض ایک لمحے کی بات تھی' اگلے ہی پل وہ تیزی سے کمرے سے بھاگ جانا چاہتی تھی کہ عبدالمعید اس کا ارادہ بھانپتا ہوا سرعت سے اس کے راستے میں حائل ہوگیا تھا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے؟ راستہ چھوڑو۔'' وہ خوف زدہ ہوکر بولی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ عبدالمعید پھر سے اس کی ذات پر زبردستی اپنا حق استعمال کرے۔

''میں کچھ نہیں کروں گا' آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں۔'' اس کے دلکش نقوش کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتے ہوئے وہ گمبھیر سنجیدگی سے بولا تب بھی عزہ کی تیوری کے بل کم نہیں ہوئے تھے۔

''لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنا انڈر اسٹینڈ اب جاؤ یہاں سے۔'' اس کا انداز سخت' لہجہ گستاخانہ اور کسی حد تک غصہ دلانے والا تھا۔

''تو آپ ایسے نہیں مانیں گی۔'' بھنچے ہوئے لہجے میں کہتا وہ جھپٹنے کے انداز میں سختی سے اس کا بازو دبوچ کر غرایا۔

''کہاں چلیں اپنے بیڈ روم میں یا یہیں۔'' عزہ کو وہ سراسر اپنا مضحکہ اڑاتا محسوس ہوا۔ اس تذلیل پر اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں عبدالمعید اسی سختی سے اس کا بازو پکڑے کھینچتا ہوا اس کو کمرے میں لایا اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے کے بعد اسے بستر پر دھکا دیا۔

''کیا سوچا ہے آپ نے اس طرح کیسے زندگی گزرے گی۔'' اس کے لہجے میں تھکن تھی' رخ پھیرے کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا عزہ نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا اور قدرے مطمئن ہوکر ہاتھ کی پشت سے رخسار رگڑ ڈالے۔

''تمہیں کس نے کہا کہ مجھے تمہارے سنگ زندگی بتانا ہے؟'' اس کا سلگتا ہوا لہجہ عبدالمعید کو چونکا گیا۔

''مجھے اب تمہیں بتا ہی دینا چاہیے۔'' وہ اٹھتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا رکی جبکہ عبدالمعید سوالیہ نگاہوں سے اس کی پشت پر بکھرے ریشمی بالوں کو دیکھنے لگا۔

''تم جانتے ہو میں شادی سے پہلے بھی تمہارے ساتھ پر راضی نہ تھی میری خواہش اب بھی وہی ہے یعنی طلاق جو تمہیں بہرحال مجھے دینا ہے' سیدھے طریقے سے نہ سہی تو میں خلع لے لوں گی۔'' عبدالمعید سکتے کے عالم میں کھڑا رہ گیا۔

''تم مذاق کررہی ہو عزہ۔ اب جبکہ ہماری شادی ہوگئی ہے' ہم ایک بھی ہوگئے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے۔''

بہت دیر بعد وہ سناٹوں سے باہر آیا تو دھیمی آواز میں بولا جواباً عزہ زہر خند سے ہنسی دی۔

''اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے مسٹر عبدالمعید' میں جانتی ہوں میں کبھی تمہارے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی' کبھی محبت نہیں کرسکتی اور ان دو چیزوں کے بغیر زندگی نہیں گزرتی سو بہتر یہ ہی ہے کہ تم مجھے آزاد کردو۔'' عبدالمعید اسے دیکھتا رہ گیا۔

''پاپا کی تم فکر نہ کرو بس صبر آ ہی جائے گا کوئی بھی دکھ عمر بھر انسان کے ساتھ نہیں رہتا۔'' وہ بے پروائی سے کہتی اسے خود غرض کی انتہاؤں پر محسوس ہوئی۔

''مگر تم ایسا کیوں چاہتی ہو؟ جبکہ تمہارے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔'' وہ جیسے گہرے کرب سے دوچار تھا شاید امید کا کوئی جگنو ابھی بھی بند مٹھی میں زندہ تھا۔

''یہ تم نے کیسے سوچا میرے پاس دوسرا راستہ نہیں۔ راستہ بھی ہے اور چوائس بھی تم بس فیصلہ کرو اور جلد سے جلد مجھے اس بے نام بندھن سے آزاد کردو۔'' عبدالمعید کو اپنا وجود بلاسٹ ہوتا محسوس ہوا غیر یقین آنکھوں میں تحیر لیے وہ ساکت سا اسے دیکھتا رہا پھر اسی خاموشی سے پلٹ کر باہر نکل گیا تھا۔

❀......❀......❀......❀

عزہ کا چہرہ خوشی کے بے پایاں احساس سے تمتما رہا تھا جھلمل کرتی آنکھیں اعزاز الحسن کے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھی۔

''اعزاز کیا سوچ رہے ہیں؟'' اس کی چہکتی آواز اعزاز کو سوچوں کے بھنور سے کھینچ لائی تھی۔

''یہی کہ اتنی چھپ چھپاتے شادی کرلی اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔'' وہ شاکی ہوا تو عزہ کا چہرہ بجھ کر رہ گیا۔

''میرا اس سے شادی نبھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اعزاز۔ میں تمہاری منتظر تھی وہ بہت جلد مجھے طلاق دے رہا ہے پھر ہم شادی کریں گے' کرو گے ناں؟'' وہ جانے کیوں یقین چاہ رہی تھی اعزاز مسکرادیا پھر موضوع بدل کر بولا۔

''کہاں ہے؟ وہ ملواؤ گی نہیں اس سے۔'' اس کے لہجے میں تضحیک کا پہلو نمایاں تھا۔

''کیا کرو گے مل کر...... فضول بندہ ہے۔'' وہ مسکرائی تو اعزاز کی گردن کی کلف مزید بڑھ گئی۔

''پاپا تو بزنس ٹور پر گئے ہیں البتہ وہ یہیں ہے لیکن اس وقت آفس میں بزی ہوتا ہے تم کہتے ہو تو اس کو فون کرکے بلوا لیتی ہوں۔''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں۔'' وہ اپنی جگہ سے اٹھا تو عزہ بے چین سی ہوگئی۔

''جارہے ہو؟'' اس کی بے چینی پر وہ بھرپور طریقے سے مسکرایا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اپنے پہلو میں کھینچ لیا۔ یہ سب کچھ اس قدر غیر متوقع اور اچانک ہوا تھا کہ وہ سنبھلے بغیر اس کی بانہوں میں آگئی تھی۔ اعزاز کے توانا بازوؤں کا حصار اس کے نازک سراپے کے گرد سختی سے تن گیا تھا۔

''یہ......! یہ کیا کررہے ہو اعزاز چھوڑو مجھے۔'' یہ لمس نہیں تھا گویا بجلی کے ننگے تار تھے جو پورے وجود میں برقی رو کی طرح دوڑاتا شدید کرب میں مبتلا کرگیا تھا۔

''ہم شادی کرنے والے ہیں ناں پھر یہ گریز ہچکچاہٹ کیسی؟'' وہ اس پر جھکتا ہوا مکروہ ہنسی ہنسا تو عزہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی کی تیز لہر دوڑ گئی کچھ غلط ہونے کا احساس بہت شدت سے رگ و پے میں دوڑا تھا۔

''شش...... شادی کے بعد ابھی تو گناہ ہے۔'' سراسیمگی وحشت اور خوف کے باعث اس کا لہجہ کانپا' دودھیا گلابی چہرہ آن واحد میں زرد پڑا تھا بھرپور مزاحمت بھی اس تنومند وجود کے سامنے بے اثر تھی۔

''اونہہ...... گناہ تمہیں کیا غرض گناہ ثواب سے' گناہ تو یہ بھی ہے کہ تم اپنے شوہر سے بے وفائی کررہی ہو۔'' طنزیہ نظریں' زہریلا لہجہ اور تضحیک آمیز انداز وہ سہہ نہ پائی' بے بسی' نفرت اور غم و غصے کی شدید یلغار نے اس

کے حواس چھین لیے تو بپھر اٹھی۔

''ذلیل، کمینے تمہیں جرأت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی، کمزور سمجھ رکھا ہے مجھے۔'' وہ چلاتے ہوئے اس پر پل پڑی مگر مخالف بھی اتنا بے خبر نہیں تھا شیطانیت پوری طرح اس پر سوار تھی۔

''جو جیسا ہوتا ہے، ہم ویسا ہی اس سے سلوک کرتے ہیں، تمہارا کیا خیال تھا میں تم سے شادی کرلوں گا؟ ایک برتی ہوئی، مسلی ہوئی عورت سے، میں تو بس موقع کی تلاش میں تھا تمہارے جیسی عورتوں کو ہم بہتی گنگا سمجھتے ہیں جس سے ہر کوئی فیض یاب ہوتا ہے۔'' عبدالمعید اپنے دھیان میں اندر آیا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔ عزہ کسی غیر مرد کی بانہوں میں مچل رہی تھی خود کو آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ عبدالمعید نے اعزاز کو ایک ہی جست میں جالیا تھا پہلا تھپڑ ہی اس قدر زوردار تھا کہ اعزاز لڑکھڑا کر دیوار سے ٹکرایا اور اگلے ہی لمحے دونوں گتھم گتھا ہوگئے تھے عزہ کی بکھری حالت اس شخص کی وجہ سے تھی اور عبدالمعید آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ عزہ نے اعزاز کو پٹتے دیکھا تو عجیب سی طمانیت اندر سرایت کرتی محسوس کی اور خود سے بھی نظریں چراتی چپکے سے نکل گئی تھی جبکہ عبدالمعید ہنوز اعزاز پر قہر بن کر ٹوٹ رہا تھا۔

اعزاز الحسن عزہ کا کلاس فیلو تھا۔ اس کے حسن سے مغلوب ہو کر اعزاز نے اس سے دوستی کی تھی اور پھر دوستی اتنی گہری ہوگئی کہ بات شادی پر آ گئی تھی۔ کالج میں اعزاز ویسے ہی بدنام تھا پر عزہ نے اس کی بدنامی کو کہاں خاطر جانا تھا اور اب وہ پچھتا رہی تھی۔

❀............❀............❀............❀

''بابا کیا بات ہے آج کل بہت ذائقہ آ گیا ہے آپ کے ہاتھ میں؟'' فرائی فش کا پیس اپنی پلیٹ میں رکھ کر کیچپ کی بوتل اٹھاتے ہوئے وہ مسکرا کر سعید بابا کو دیکھنے لگا تھا۔ جبکہ عزہ کے کان اس ذکر پر کھڑے ہوئے تھے چہرہ اندرونی خوشی کے احساس سے تمتمانے لگا تھا۔

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں
ماہنامہ نئے اُفق کراچی
ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کرینگے
ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زر سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)
پاکستان کے ہر کونے میں 600 روپے
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
6000 روپے
میڈل ایسٹ، ایشیائی، افریقہ، یورپ کے لیے
5000 روپے
رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ، منی آرڈر، منی گرام ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جا سکتی ہیں۔
مقامی افراد
ایزی پیسہ اکاونٹ نمبر
0316-0128216
موبی کیش اکاونٹ نمبر
0300-8264242
رابطہ: طاہر احمد قریشی ...... 0300-8264242
نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز
81 نیپیئر بیرکس، ہائی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510
فون نمبرز: 2/1-35620771-922+
naeyufaq.com
Info@naeyufaq.com

digest library.com

''ارے نہیں چھوٹے صاحب پچھلے ایک ہفتے سے کھانا میں نہیں بی بی صاحبہ پکا رہی ہیں جب ہی اتنا لذیذ ہوتا ہے۔'' سعید بابا نے پوری ایمان داری سے سارا کریڈٹ عزہ کو دیا تو عبدالمعید کے ہاتھ لمحہ بھر کو ساکت رہ گئے' بنا دیکھے ہی وہ عزہ کی نظریں خود پر محسوس کرسکتا تھا' اس کے باوجود نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا اور یوں ہی اسے نظر انداز کیے کھانے سے ہاتھ کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''بابا ایک کپ چائے مگر بہت اسٹرونگ ہونا چاہیے بنا کر میرے کمرے میں لے آیئے۔'' عزہ کا چہرہ لمحے بھر میں پھیکا پڑ گیا' ہونٹ کچلتے ہوئے ڈبڈبائی نظروں سے اسے ڈائننگ روم سے باہر نکلتے دیکھتی رہی تھی۔

عبدالمعید اپنے کمرے میں آیا تو کچھ دیر تک یوں ہی سگریٹ پھونکتے ہوئے کسی سوچ میں غلطاں رہا' بابا چائے لے کر آئے تب وہ چونکا' کپ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے عزہ کا بجھتا ہوا چہرہ نگاہوں میں آن سمایا وہ محسوس کررہا تھا کہ عزہ کچھ دنوں سے بہت بدل گئی تھی۔

ناشتے اور کھانے کی میز پر موجود رہ کر گاہے بگاہے امید افزا نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے کوئی نہ کوئی ڈش بڑھا کر تو کبھی سلائس پر مکھن لگا کر کھانے پر اصرار کرتی تھی۔

عبدالمعید کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی اور سردمہری در آئی تھی اس میں یہ توجہ اور اصرار بھی کمی پیدا نہ کرسکی تھی۔ جب بھی وہ اس کے لیے گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کرتا ذہن کے پردے پر بنا دوپٹے کے نامحرم بازو کے حلقے میں عزہ اپنا تمام مقام اس کی نگاہ سے گرا دیتی تھی۔ اس روز اگر وہ جلدی آفس سے نہ آتا اسے ذرا سی دیر ہو جاتی تو...... اس سے آگے سوچ کر ہی وہ پوری جان سے لرز جاتا تھا۔ عزہ نے اس کی ہی نہیں پاپا کی بھی عزت سے کھیلنے کی کوشش کی تھی جب عزہ نے نہایت دھڑلے سے اسے اعزاز کے متعلق بتا دیا تھا وہ یہی سمجھا محض اسے تاؤ دلانے کی خاطر غلط بیانی سے کام لے رہی ہے۔ اعزاز کو اپنے گھر میں اس طرح پا کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

''چھوٹے صاحب بی بی صاحبہ کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے۔'' ملازمہ بدحواسی میں بنا دستک کے ہی کمرے میں چلی آئی تھی۔ عبدالمعید نے سرخ نگاہوں سمیت حد درجہ ناگواریت سے اسے گھورا۔ ملازمہ کی بدحواسی میں اضافہ ہوگیا تھا۔

''میں کیا کروں...... میں ڈاکٹر ہوں جو میرے پاس بھاگی آرہی ہو؟ جا کر کسی ڈاکٹر کو فون کرو۔'' اس کے انداز میں اس قدر درشتگی اور برہمی تھی کہ ملازمہ نے پہلے حیرانگی سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا پھر الٹے قدموں تیزی سے پلٹ کر بھاگ گئی۔ عبدالمعید نے کوفت بھرے انداز میں سگریٹ سلگا لیا تھا۔

digest library.com

''آئی ایم ویری مس یو پاپا...... آپ مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے؟'' عزہ یوں بے تابانہ فائق حسن سے لپٹ کر روئی کہ فائق حسن کو اسے سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ انہوں نے عزہ کے الجھے ہوئے بال سہلاتے ہوئے شاکی نگاہ عبدالمعید پر ڈالی جو پشت پر ہاتھ باندھے ان سے نظریں چرائے کھڑا تھا۔

''مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی عبدالمعید۔'' کچھ دیر بعد جب فائق حسن عزہ کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے تو شکوہ کر گئے۔ عبدالمعید لب بھینچے خاموش کھڑا رہا۔

''تم نے میری بیٹی کا خیال نہیں رکھا عبدالمعید۔'' فائق حسن کے لہجے سے ناراضی ظاہر کی۔

''سوری پاپا مجھ سے غلطی ہوگئی۔'' وہ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندہ نظر آیا تب ہی فائق حسن کے سیل کی بپ ہونے لگی۔

''او کے فائن لیکن بیٹا آئندہ احتیاط کرنا۔'' انہوں نے موبائل جیب سے نکالتے ہوئے رسانیت بھرے انداز میں کہا تب ہی عزہ بھی وہیں چلی آئی۔ فائق حسن لان کی طرف چلے گئے تھے۔

''عبدالمعید اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا' میں نے

ایسا کچھ نہیں کیا کہ آپ مجھے اس طرح نظر انداز کریں' ایسا کیوں کررہے ہیں آپ؟'' اس کا بازو پکڑے بے ربط بولتی ہوئی وہ گھٹ گھٹ کے رونے لگی' عبدالمعید حسن نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے سرد آواز میں بولا۔

''میں نے کیا کہا ہے آپ کو، ہاں آپ جو کرتی رہی ہیں وہ غلط نہیں تھا' جب ہی تو آپ کو کچھ نہیں کہا' اب مجھے اجازت۔'' وہ ہر انداز میں بیگانگی سرد مہری سموئے ہوئے تھا۔ جب ہی وہ سن سی کھڑی رہ گئی نہ اسے یہ بتا سکی کہ وہ اس ایک لمحے کی زد پر آ گئی ہے۔ وہ ایک لمحہ جو ٹھہرنے اور چھانے کے لیے آیا کرتا ہے' جب محبت فتح کرلیا کرتی ہے' نہ یہ انکشاف کر پائی کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے' سب چھن گیا تھا۔ سکون' محبت' خوشی' عزت اور ایسا اس کی غلطی اور کم فہمی کی وجہ سے ہوا تھا جس کا اسے بے حد رنج تھا۔

عبدالمعید حسن نے اس کی پریگننسی رپورٹ دیکھی تو دل پوری قوت سے پھیل کے سکڑا تھا۔ اپنے احساسات سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھا' ابھی اسی انجانی کیفیت کا شکار تھا جب بازو پر نرم ہاتھ کا گداز لمس پا کے بے ساختہ گردن موڑ کر دیکھنے لگا۔ عزہ آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی' لبوں کے گوشوں میں مچلتی سسکیاں چہرے سے چھلکتا اضطراب و بے بسی عبدالمعید کا دل گداز کرنے لگا تھا۔

''مجھے معاف کردیں عبدالمعید...... فارگاڈ سیک مجھے معاف کردیں' میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ بچہ......'' وہ خاموش بیٹھا اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ پوری سچائی سے اس روز کے واقعہ کو دہرا گئی تھی۔ ''اس روز اس نے مجھ سے بدتمیزی ضرور کی تھی مگر عبدالمعید اس کے علاوہ میں نے کبھی اسے اپنا آپ چھونے کی بھی اجازت نہیں دی تب میں نے پوری شدتوں سے اللہ سے مدد مانگی تھی اور اللہ نے میری حفاظت کے لیے آپ کو بھیج دیا تھا۔ مجھے نہیں پتا عبدالمعید مجھے کب آپ سے محبت ہوئی لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں اگر آپ نے اب مجھے خود سے الگ کیا یا یوں ہی خفا رہے تو میں مر جاؤں گی۔'' عبدالمعید کے دل پر جیسے کسی نے خنجر پھیر دیا تھا۔

''ایسا مت کہو عزہ تمہارے بغیر بھلا عبدالمعید کہاں جی پائے گا...... میری تکمیل تو تم سے ہے۔'' وہ مسکرایا تو عزہ متحیر سی یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

''آؤ مل کر پاپا کو خوش خبری سنائیں جو مجھ سے بھی زیادہ بے چین تھے اس خوشی کے لیے...... پتا ہے لنڈن جانے سے قبل کیا کہہ رہے تھے' میں واپس آؤں تو مجھے گرینڈ پا بننے کی نوید دینا۔'' اس کی آنکھیں لو دینے لگیں تو عزہ کا چہرہ حیا سے دہک اٹھا اس سے نگاہ اٹھا کر عبدالمعید کو دیکھا نہ گیا۔

''آؤ پاپا کو اپنی خوشی میں شریک کریں۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام کر گرم جوشی سے دبا کر بولا تو عزہ نے گھبرا کر تیزی سے ہاتھ چھڑا لیا۔

''نہیں مجھے شرم آئے گی آپ ہی بتادیں۔'' اسے دروازے کی سمت دھکیل کر وہ آہستگی سے منمنائی تو عبدالمعید حسن کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔ عزہ نے طمانیت بھرے انداز میں آنکھیں موند لیں' وہ جان گئی تھی اللہ نے اب یہی طمانیت ہمیشہ کے لیے اس کا نصیب بنادی ہے۔

Digest Novels Lovers Group ❤❤

www.naeyufaq.com